عمدۃ البیان کا منتخب تراجمِ قرآن سے تقابلی مطالعہ

A Comparative Study of Umdat-al-Bay ān with selected Translations of Holy Qur'ān

Dr. Muhammad Nasir Mahmood

Assistant Professor, The University of Punjab Hailey College, Lahore:qarimnasir@gmail.com

Dr.Ahmad Raza

Assistant Professor, Institute for Art and Culture,Lahore:ahmadrazacti@gmail.com

Abstract

The Qur'ān is the basic source of Islāmic knowledge. It has been revealed on the Prophet Muḥammad (SAW) for about twenty-three years. In his life, the Prophet (SAW) himself informed the meaning of the words and verses of the Qur'ān. After his life, the companions of the Prophet continued their efforts to understand the Qurān. The Qur'an teaches us how to lead a perfect life. Thus, the Qur'ān takes us to the right path. The current thesis reviews briefly the literature on the translations of the Qur'ān made by Muftī Dr. Ghulām Sarwar Qādrī and his counterparts. Thus, this study tried to provide insight into the understanding of the Qur'ān. The study focuses on the four translations. They are: Uʿmdatul Bayān, Zubdatul Bayān, Balāgh ul Qur'an and Maānī al Qur'ān. The study deals with the figurative, stylistic, linguistic, and theoretical aspects. The study style of the Qurān throws light on "Ilmul Maānī" "Ilmul Bayān" and" Ilmul Badiī". Further, the Qur'ānic translations are compared in their grammatical sense. Which of the translations is best? In our idea, the translation of Muftī Dr. Ghulām Sarwar Qādrī is the best among the selected translations.

Keywords: Ghulam Sarwar, Umdat ul Biyan, Zubda tul Biyan, Mani ual-Quran, Balagh al-Quran

اِس عنوان کے تحت ترجمہِ عمدۃ البیان از مفتی غلام سرور قادری کا اپنے ہم عصر دیگر تراجم قرآن یعنی زبدۃ البیان از سید فضل الرحمٰن، معانی القرآن از حافظ صلاح الدین یوسف اور بلاغ القرآن از محسن علی نجفی کے ساتھ اصلاحی لحاظ سے تقابل کیا گیا ہے۔ یعنی جہاں کہیں ترجمہ میں کوئی اصلاح طلب پہلو ہے تو اُس کو اُجاگر کیا گیا ہے اور اُس پر کُتبِ علمیہ کی روشنی میں وضاحت کی گئی ہے۔ یعنی کس کس ترجمہِ قرآن میں کیا کیا اصلاحی لحاظ سے نکتہ ہونا چاہئے اور ترجمہ میں کس کے بجائے کیا لفظ ہو تو وہ ترجمہ ادبی، علمی اور اُسلوبِ قرآن و نظمِ قرآن کے مطابق ہو جائے گا۔ ذیل میں قرآنِ مجید سے چند مثالیں پیش کر کے اُن پر تبصرہ کیا گیا ہے کہ چاروں تراجم میں اصلاحی لحاظ سے کون سا زیادہ مناسب اور جاندار ہے اور کس میں کس چیز کی کمی ہے۔ یہ چاروں تراجم قرآن مختلف مکاتب فکر سے متعلق ہیں یہ بہت اچھا تقابلی مطالعہ ہے جس سے چارون تراجم کے محاسن اور ان میں موجود کمیاں نمایاں ہوتی ہیں جن کی اصلاح کی طرف نشاندہی کی گئی ہے۔

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۷۳ کے اِس حصے "فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ" کے تراجم کا تقابل پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ

صاحبِ زبدۃ البیان اِس کا یوں ترجمہ کرتے ہیں:

"پس جو کوئی مجبور ہو جائے اور وہ نافرمانی کرنے والا نہ ہو"[1]

صاحبِ معانی القرآن اِس کا یوں ترجمہ لکھتے ہیں:

"پھر جو شخص ناچار کر دیا گیا (بشر طیکہ وہ) نہ ہو سرکشی کرنے والا"[2]

صاحبِ بلاغ القرآن اِس کا یوں ترجمہ کرتے ہیں:

"پھر جو شخص مجبوری کی حالت میں ہو اور وہ بغاوت کرنے والا نہ ہو"[3]

صاحبِ عمدۃ البیان اِس کا یوں ترجمہ کرتے ہیں:

"تو جو (بھوک سے) مجبور ہو گیا نہ خواہش رکھنے والا (ہو)[4]

جن حضرات نے اِس آیت میں "**بَاغٍ**" کا ترجمہ نافرمانی کیا ہے تو اُنہوں نے اِس " **بَاغٍ**" کو بغاوت سے مأخوذ مانا ہے جیسا کہ امام شافعیؒ کے نزدیک یہی ہے۔ لہذا پھر اس سے مراد یہ ہو گا کہ وہ شخص حکومت کا باغی اور اللہ کا باغی (نافرمان) نہ ہو"۔ تو جو شخص حکومت کا باغی اور نافرمانی کرنے والا ہو یا اللہ کا باغی ہو کہ نافرمانی کی نیت سے سفر کر رہا ہو اگر ایسے شخص کو کھانے کی کوئی حلال چیز نہ ملے اور حرام ملی تو اُس کو جان بچانے کے لئے حرام چیز کھانے کی

---

[1]۔ سید فضل الرحمٰن، زبدۃ البیان، (زوار اکیڈمی پبلیکیشنز، ناظم آباد کراچی ۱۴۳۴ھ، ۲۰۱۳ء)، ص: ۳۱
Syed Fazlur Reḥmān, Zubadat Al Bayān, (Zawār Academy Publications, Nāzimābād Karāchī,1434 AH,2013) p. 31

[2]۔ حافظ صلاح الدین یوسف، معانی القرآن، (دارالاسلام، لاہور، ۱۴۳۷ھ، ۲۰۱۶ء) ص: ۳۲
Ḥāfiz Ṣalāḥuddīn Yūsuf, Maʿānī al-Qur'ān, (Dārul Islām, Lāhore 1437 AH,2016), p.32

[3]۔ محسن علی نجفی ، بلاغ القرآن، (ادارہ منہاج الحسین، رجسٹرڈ، لاہور, ۲۰۱۶ء)، ص: ۳۹-۴۰
Moḥsen Alī Najafī, Balāgh Al-Qur'ān,(Idāra Minhāj Al Ḥussain, Registered, Lāhore 2016), p. 39-40

[4]۔ مفتی غلام سرور قادری، عمدۃ البیان فی ترجمۃ القرآن، (ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، ۱۴۲۸ھ، ۲۰۰۷ء)، ص: ۴۰ .
Muftī Ghulām Sarwar Qādrī, Uʿmdat al-Bayān fī Tarjmat al-Qur'ān,(Ẓiā-ul-Qur'ān Publications, Lāhore, 1428 AH,2007), p.40

اجازت نہیں ہے اِس لئے امام شافعیؒ اور اُن کے مقلدین علماء کرام اِس آیت میں " غَيْرَ بَاغٍ "کا معنی "نافرمانی کرنے والانہ ہو" کرتے ہیں۔ لیکن امام اعظمؒ اور اُن کے مقلدین علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ یہاں باغ "بغی يبغي بغيا" سے مأخوذ ہے اور "بغیا" کا معنٰی ہے خواہش کرنا اور چاہنا جیسے حدیث میں ہے: "يا باغي الخير أقبل" اے بھلائی کی خواہش رکھنے اور چاہنے والے ادھر آ۔ امام اعظمؒ اور اُن کے مقلد علماء فرماتے ہیں: "کہ اللہ تعالیٰ کا ایک مؤمن و مسلمان کی مجبوری کی حالت میں حرام کھانے کی اجازت دینا نہ تو اُس کے حکومت کے تابعدار و فرمانبردار ہونے کی وجہ سے ہے اور نہ ہی اُس کی متقی و پرہیزگار ہونے کی بناء پر بلکہ صرف اور صرف مؤمن و مسلمان ہونے کی وجہ سے ہے اور نہ ہی اُس کے متقی و پرہیزگار ہونے کی وجہ سے ہے جبکہ وہ حکومت کے باغی و نافرمان ہونے یا بُرے کام کی نیت سے سفر کرنے سے وہ اسلام و ایمان سے خارج نہیں ہوتا، لہٰذا مجبوری کی صُورت میں اُسے بھی حرام کھانے کی اجازت ہے۔ لہٰذا امام ابو حنیفہؒ اور اُن کے مقلد فقہاءِ کرام، حنفی کہلانے والے اِس کا معنٰی کرتے ہیں: "خواہش و لذت سے کھانے والا نہ ہو"۔

جیسا کہ تفسیرِ نسفی میں ہے: " غیر باغ "للذۃ و شھوۃ" [5] یعنی کہ وہ لذت و خواہش سے کھانے والا نہ ہو" یعنی مجبوری سمجھتے ہوئے کھائے مزے لے لے کر نہ کھائے۔

لہٰذا صاحبِ عمدۃ البیان کا ترجمہ قرآن فقہِ حنفی اور کُتبِ متقدمین کے تراجم کے مطابق ہے۔ کیونکہ اِس میں ترجمہ حدیثِ مبارکہ کے مطابق کیا گیا ہے۔

اِسی طرح اگر ہم سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۵ کے اِس جزء "وبشر الذين آمنوا وعملوا الصالحات أن لهم جنات تجري من تحتها الأنهار" کے تراجم کا تقابل کریں تو:

صاحبِ زبدۃ البیان اِس کا یوں ترجمہ کرتے ہیں:

"اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ایسے باغات کی خوش خبری دیجیے، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی" [6]

صاحبِ معانی القرآن یوں ترجمہ کرتے ہیں:

"اور خوشخبری دیجیے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے، یقیناً اُن کے لئے باغات ہیں بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں" [7]،

صاحبِ بلاغ القرآن اِس کا یوں ترجمہ کرتے ہیں:

"اور اُن لوگوں کو خوشخبری سُنا دیجیے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال انجام دیے کہ اُن کے لئے (بہشت کے) باغات ہیں، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی" [8]، جبکہ

---

[5]. ابو البرکات عبداللہ بن احمد نسفی، مدارک التنزیل، (دار الکتاب العربی، بیروت، س ن)، ج:۱، ص:۱۵۱

Abu al-Barakāt Abdullah bin Aḥmad Nasafī,, Madārik al-Tanzil, (Dār al-Kitāb al-Aʿrabī, Beirūt,N Y) ,v. 1, p.151

[6] سید فضل الرحمٰن، زبدۃ البیان، ص: ۶

Syed Fazlur Reḥmān, Zubadat Al Bayān, p.: 6

[7]۔ حافظ صلاح الدین یوسف، معانی القرآن، ص:۶

Ḥāfiz Ṣalāḥuddīn Yūsuf, Maʿānī al-Qur'ān, p. 6

[8]۔ محسن علی نجفی، بلاغ القرآن، ص:۱۱

Najafī, Moḥsen Alī, Balāgh Al-Qur'ān, p. 11

صاحبِ عمدۃ البیان نے اِس کا یوں ترجمہ کیا ہے:

"اور تم اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اُنہوں نے اچھے کام کیے خوشخبری سُنادو کہ اُن کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں"[9]۔

اب اگر مذکورہ چاروں تراجم کو دیکھا جائے تو صاحبِ عمدۃ البیان اور صاحبِ بلاغ القرآن کے تراجم عقیدہِ اہلسنت کے مطابق ہیں اور باقی دونوں تراجم معتزلہ کے نظریہ کو پروموٹ کررہے ہیں وہ اس طرح کہ اہلسنت کا نظریہ ہے کہ جنت ودوزخ دونوں پیدا ہوچکی ہیں اور اب موجود ہیں، یہ ترجمہ کہ اُن کے لئے باغ ہوں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، تو معتزلہ کے عقیدے کے مطابق ہے کیونکہ معتزلہ کہتے ہیں کہ جنت ودوزخ اب موجود نہیں ہیں بلکہ قیامت کے دن کے بعد پیدا کی جائیں گی، جبکہ اہلِسنت کے مطابق وہ پیدا ہوچکی ہیں۔ لہذا اِن مترجمین کا ترجمہ اہلِسنت کے عقیدہ کے مطابق نہیں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے توشبِ معراج جنت ودوزخ کا بذاتِ خود مشاہدہ بھی فرمایا۔ چنانچہ امام فخر الدین رازیؒ مذکورہ آیت کے تحت لکھتے ہیں: "الآيات صريحة في كون الجنة والنار مخلوقتين، أما النار فلأنه تعالى قال في صفتها:أعدت للكافرين فهذا صريحة في أنها مخلوقة وأما الجنة فلأنه تعالى قال في آية أخرى: أعدت للمتقين، ولأنه تعالى قال هاهنا: وبشر الذين آمنوا وعملوا الصالحات أن لهم جنات تجري من تحتها الأنهار وهذا إخبار عن وقوع هذا الملك وحصوله وحصول الملك في الحال يقتضي حصول المملوك في الحال فدل على أن الجنة والنار مخلوقتان"[10]۔

یعنی یہ آیات اِس بات کے حق میں بالکل واضح ہیں کہ جنت اور دوزخ دونوں پیدا ہوچکی ہیں اور موجود ہیں۔ رہی دوزخ تو اِسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس کے بارے میں فرمایا "أعدت للكافرين" کہ وہ کافروں کے کے لئے تیار کی گئی۔ تو یہ آیت اِس میں صریح ہے کہ دوزخ پیدا ہوچکی ہے۔ اور رہی جنت تو اُس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا کہ وہ تیار کی جاچکی ہے۔ یہ آیت " أعدت للمتقين" کہ جنت پرہیزگاروں کے لئے تیار کرلی گئی ہے اور اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا" وبشر الذين آمنوا وعملوا الصالحات أن لهم جنات تجري من تحتها الأنهار" اور یہ خبر ہے کہ جنت والے دُنیا میں رہتے ہوئے اِس وقت بھی جنت کے مالک ہیں اُن کی یہ ملکیت اب بھی ثابت اور حاصل ہے اور ملکیت کے اِس وقت ثبوت وحصول کا تقاضہ ہے کہ مملوک (جنت) بھی اب موجود ہو، لہذا اِس کلام الٰہی نے اِس پر دلالت کردی کہ جنت اور دوزخ دونوں مخلوق اور موجود ہیں۔

اِسی طرح شرح عقائد میں ہے: " (وَهُمَا) أي الجنة والنار (مَخْلُوْقَتَانِ) الآن (مَوْجُوْدَتَانِ) تكرير وتوكيد. ورغم أكثر المعتزلة: أنهما إنما يخلقان يوم الجزاء"[11] یعنی جنت ودوزخ پیدا ہوچکی ہیں اور دونوں اِس وقت موجود ہیں اور اکثر معتزلہ کا خیال ہے کہ وہ روزِ قیامت پیدا کی جائیں گی۔ لہذا مسلکِ اہلِسنت کے مطابق ترجمہ یوں کرنا چاہیے"۔ "نہریں بہتی ہیں"

---

[9]۔ مفتی غلام سرور قادری، عمدۃ البیان فی ترجمۃ القرآن، ص:۷

Muftī Ghulām Sarwar Qādrī, Uʿmdat al-Bayān fī Tarjmat al-Qur'ān, p. 7

[10]۔ فخر الدین رازی، مفاتیح الغیب، (دار الفکر، بیروت، س ن)، ج:۲، ص:۳۵۶

Fakhr al-Din Rāzī, Mufātiḥ al-Ghaib, (Dār al-Fikr, Beirūt,N Y),V. 2 p. 356

[11]۔ عمر بن محمد بن احمد نسفی، العقائد النسفیہ، (داراحیاء التراث العربی، بیروت)، ج،ا ص ۷۰

Umar bin Muḥammad bin Aḥmad Nasafī, al-Aʿqāid al-Nasafia, (Dar Aḥyā al Tarath al-Aʿrabī, Beirūt), V1,P 70.

اِسی طرح اب ہم اصلاحی لحاظ سے سورۃالاعراف کی آیت نمبر ۵۱ کے اِس حصے "فَالْيَوْمَ نَنْسَاهُمْ كَمَا نَسُوا لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هَذَا" کا تقابل کرتے ہیں۔ چنانچہ صاحبِ زبدۃ البیان اِس کا یوں ترجمہ کرتے ہیں: "سو آج کے دن ہم بھی اُن کو بھلادیں گے جیسا کہ اُنہوں نے اِس دن کے پیش آنے کو بھلار کھا تھا"، صاحبِ معانی القرآن اِس کا یوں ترجمہ کرتے ہیں: "چنانچہ آج ہم بھلادیں گے اُنہیں جیسے اُنہوں نے بھلادیا تھا اپنے اِس دن کی ملاقات کو"، صاحبِ بلاغ القرآن اِسکا یوں ترجمہ کرتے ہیں: "پس آج ہم اُنہیں اِسی طرح بھلادیں گے جس طرح وہ اِس دن کے آنے کو بھولے ہوئے تھے"، اِس کے برعکس صاحبِ عمدۃ البیان نے یوں ترجمہ کیا ہے: "(اللہ فرمائے گا) تو آج ہم اُنہیں (ویسے ہی عذاب میں) چھوڑتے ہیں جیسے اُنہوں نے اپنے اِس (آج کے) دن کے ملنے کو بھلا چھوڑا"۔

صاحبِ عمدۃ البیان کے علاوہ سب مترجمین نے قرآن کے الفاظ "نَنْسَاهُمْ" کا ترجمہ "ہم بھلادیں گے" کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف "بھولنے" کی نسبت کردی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہے یعنی اللہ تعالیٰ بھولنے سے پاک ہے اِس لئے یہاں مفسرین نے "نسیان" کا لازمی معنیٰ مراد لیا ہے یعنی چونکہ "نسیان" کو ترک لازم ہے کہ جو شخص کسی چیز کو بھول جاتا ہے اُسے چھوڑ دیتا ہے اگر نہ بھولتا تو نہ چھوڑتا، لہذا یہاں ملزوم بول کر اُس کے لازم والا معنیٰ مراد لیا گیا ہے۔ چنانچہ تفسیر جلالین میں اِس کا معنیٰ یوں فرمایا: "نتركهم في النار" کہ ہم اُنہیں دوزخ میں چھوڑدیں گے۔ نیز علامہ احمد صاوی مالکیؒ اپنی تفسیر صاوی حاشیہ جلالین میں فرماتے ہیں: "أشار بذلك إلى أن النسيان مستعمل في لازمه وهو الترك لأن حقيقته مستحيلة على الله فالمعنى نعاملهم معاملة الناسي من عدم الاعتناء بهم وتركهم في النار"[12] یعنی امام سیوطیؒ نے نسیان کا معنیٰ ترک کر کے اِس طرف اشارہ فرمایا کہ حقیقت میں "نسیان" بھولنے بھلانے کی نسبت اللہ کے لئے درست نہیں کیونکہ اللہ بھولنے سے پاک ہے تو معنیٰ یہ ہوگا کہ ہم اُن سے وہی معاملہ کریں گے جو بھول جانے والا کرتا ہے وہ یہ کہ ہم اُنہیں دوزخ میں ہمیشہ کے لئے چھوڑدیں گے۔

نیز تفسیرِ بیضاوی کی شرح میں امام ابن التمجید امام مصلح الدین رومی حنفیؒ (متوفی سنہ ۸۸۰ھ) اِسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ یہاں "نسیان" سے مراد "ترک" اِس لئے لیا گیا ہے "لأن الله تعالىٰ منزه عن النسيان" کہ اللہ تعالیٰ نسیان سے پاک ہے لہذا یہاں "نَنْسَاهُمْ" کا معنیٰ ہم اُنہیں بھلادیں گے، شانِ الٰہی کے خلاف ہے۔ صحیح وہی معنیٰ ہے جو صاحبِ عمدۃ البیان نے بیان فرمایا "کہ ہم اُنہیں (دوزخ میں) چھوڑدیں گے۔ اور تفسیرِ روح المعانی میں علامہ محمود آلوسیؒ لکھتے ہیں کہ: "وقد جاء النسيان بمعنى الترك كثيرا"[13] کہ قرآن میں لفظ "نسیان" بہت سے مقامات میں ترک کے معنیٰ میں آیا ہے۔ چنانچہ "فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ" کی تفسیر میں علامہ محمود آلوسی فرماتے ہیں: "أي تركوا ما ذكرهم به صلحاؤهم"[14] کہ اُس کے صالحین نے جو اُنہیں نصیحتیں کی تھیں اُنہوں نے اُنہیں چھوڑ دیا۔

---

[12] ۔امام احمد صاوی ، تفسیرِ صاوی،(دار الکتب العلمیہ، بیروت)، ج:۲، ص:۲۶۸

Imām Aḥmad Ṣāwī,, Tafsir-e- Ṣāwī,(Dār al-Kitāb Ulamiyyah, Beirūt), Vol. 2, p. 268

[13] ۔ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی ، مدارک التنزیل، ج:۸، ص:۱۱

Abu al-Barakāt Abdullah bin Aḥmad Nasafī, Madārik al-Tanzil, Vol. 8 p. 11

[14] ۔ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی ، مدارک التنزیل، ج:۹، ص:۹۲

Abu al-Barakāt Abdullah bin Aḥmad Nasafī, Madārik al-Tanzil, V.9,p.92

صاحبِ عمدۃالبیان کا ترجمۂ قرآن ایک بہترین اور عمدہ ترجمہ ہے کہ جس میں شانِ خداوندی و شانِ مصطفیﷺ کا خصوصی طور پر خیال رکھا گیا ہے۔ اور ایک ایک لفظ ایسے لکھا گیا ہے کہ جیسے لڑی میں موتی پروئے جاتے ہیں۔ اور یہ ترجمۂ قرآن ایک عمدہ اور عوام الناس کی سمجھ بوجھ کے مطابق لکھا گیا ہے۔

ایسے ہی ہم سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۸۳ "يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ" کے تراجم کا تقابل کرتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ ہمارے چاروں مترجمین نے کس کس انداز میں ترجمۂ قرآن کیا ہے۔ چنانچہ

صاحبِ زبدۃالبیان اِس کا یوں ترجمہ کرتے ہیں:

"اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ"[15]۔

صاحبِ معانی القرآن اِس کا یوں ترجمہ کرتے ہیں:

"اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! لکھ دیا گیا ہے تم پر روزہ رکھنا جس طرح لکھا گیا تھا اُن لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے، شاید کہ تم متقی بن جاؤ"[16]۔

صاحبِ بلاغ القرآن اِس کا یوں ترجمہ کرتے ہیں:"

اے ایمان والو! تم پر روزے کا حکم لکھ دیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر لکھ دیا گیا تھا تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو"[17]

صاحبِ عمدۃالبیان اِس کا یوں ترجمہ کرتے ہیں:

"اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تاکہ تم (گناہوں سے) بچو"[18]۔

اِن تراجم پر غور کیا جائے تو صاحبِ معانی القرآن الکریم اور صاحبِ بلاغ القرآن کے تراجم عمدۃالبیان سے موافقت رکھتے ہیں جبکہ صاحبِ زبدۃ البیان کا ترجمہ عمدۃالبیان سے موافقت نہیں رکھتا اِسمیں تحقیق نگار علمی و اصلاحی لحاظ سے ثابت کرے گا کہ صاحبِ زبدۃالبیان کا ترجمۂ قرآن دُرست نہیں ہے۔ وہ اِسطرح کہ صاحبِ زبدۃالبیان نے یوں ترجمہ کیا: "تم پر روزے فرض کر دیئے گئے"، یہاں "الصیام" کو "صوم" کی جمع بنا کر اُس کا معنٰی روزے کیا گیا ہے، حالانکہ "الصیام" جمع نہیں ہے بلکہ "صام یصوم صیاما قام یقوم قیاما" کی طرح مصدر ہے۔

چنانچہ امام فخر الدین رازی تفسیرِ کبیر اور علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں: "اعلم ان الصیام مصدر صام کالقیام"[19] اِسی طرح تفسیرِ مدارک میں ہے۔ یعنی جان لو! کہ صیام قیام کی طرح مصدر ہے۔ تو صاحبِ زبدۃالبیان نے جب اِس کا ترجمہ روزے سے کیا تو اُنہوں نے اِس کے آگے "

15۔ سید فضل الرحمٰن، زبدۃالبیان، ص: ۳۳

Syed Fazlur Reḥmān, Zubadat Al Bayān, p.: 33

16۔ حافظ صلاح الدین یوسف، معانی القرآن، ص: ۳۴

Ḥāfiz Ṣalāḥuddīn Yūsuf, Maʿānī al-Qur'ān, p: 34

17۔ محسن علی نجفی، بلاغ القرآن، ص: ۴۲

Najafī, Moḥsen Alī, Balāgh Al-Qur'ān p: 42

18۔ مفتی غلام سرور قادری، عمدۃالبیان فی ترجمۃالقرآن، ص: ۴۳

Muftī Ghulām Sarwar Qādrī, Uʿmdat al-Bayān fī Tarjmat al-Qur'ān, p. 43

کماکتب علی الذین" پر غور نہیں کیا، اگر بالفرض یہ جمع ہوتا توآگے عربی گرائمر کی روسے" کتب" کی جگہ" کتبت"ہوتا اِس لئے اِس کا صحیح ترجمہ یوں ہوگا کہ "تم پر روزہ فرض کیا گیا"۔ لہذا سب سے بہتر اور علمی لحاظ سے اِس کا ترجمہ وہی ہے کہ جو صاحبِ عمدۃ البیان اور صاحبِ معانی القرآن نے کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے متعلق الفاظ کے معانی کا تقابل)

عمدۃ البیان ایک ایسا ترجمہِ قرآن ہے کہ جس میں اللہ رب العزت سے متعلق بھی تمام کلمات کا ایسا جامع اور بامحارہ ترجمہ کیا گیا ہے کہ جس سے قارئینِ کرام کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ اور یہ ترجمہ اپنے اِسی کمال اور خوبی کی وجہ سے تمام معاصرین کے تراجم سے اعلیٰ و عمدہ نظر آتا ہے۔ ذیل میں چند قرآنی آیات اور اُن کے تراجم پیش کیے جارہے ہیں جس سے ہم اپنے مذکورہ چاروں تراجم کے مابین تقابل پیش کریں گے۔ چنانچہ اللہ رب العزت کا فرمانِ عالیشان ہے۔

1. "اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ"[20]
2. "وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ"[21]
3. "صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ"[22]

عمدۃ البیان کا ترجمہ:

1. "اللہ اُنہیں مذاق کی سزا دے گا اور وہ اُنہیں ڈھیل دیتا ہے وہ اپنی سرکشی میں بھٹک رہے ہیں"[23]۔
2. "اور اللہ ہی کے لئے مشرق و مغرب ہے تو تم (کی سمت نامعلوم ہونے کی صورت میں) جدھر بھی مُنہ کرو پس اُدھر اللہ کی (رضا) ہے، بے شک اللہ وُسعت والا خوب جاننے والا ہے"[24]۔
3. "(ہم نے) اللہ (کے دین) کا رنگ (لے لیا) اور اللہ (کے دین) سے کس کا رنگ بہتر ہے۔ اور ہم اِسی کی (ایک اللہ) کی عبادت کرنے والے ہیں"[25]۔

---

[19]۔ فخر الدین رازی، مفاتیح الغیب، ج:۵ ص:۲۳۹

Fakhr al-Din Rāzī, Mufātiḥ al-Ghaib, Vol. 5 p. 239.

[20]۔ البقرۃ، ۲:۱۵

Al-Baqarah 2:15

[21]۔ ایضا، ۱۲:۱۵

Ibid12:15

[22]۔ ایضا، ۲:۱۳۸

Ibid 2:138

[23]۔ مفتی غلام سرور قادری، عمدۃ البیان فی ترجمۃ القرآن، ص:۵

Muftī Ghulām Sarwar Qādrī, Uʿmdat al-Bayān fī Tarjmat al-Qur'ān, p. 5

[24]۔ مفتی غلام سرور قادری، عمدۃ البیان فی ترجمۃ القرآن، ص:۲۷

Muftī Ghulām Sarwar Qādrī, Uʿmdat al-Bayān fī Tarjmat al-Qur'ān, p. 27

[25]۔ ایضا، ص:۳۲

زبدۃ البیان کا ترجمہ:

1. "اللہ (بھی) اُن کے مذاق کا جواب دے رہا ہے اور اُنہیں ڈھیل دے رہا ہے کہ وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں"[26]۔
2. "اور مشرق و مغرب تو اللہ ہی کا ہے، تو جدھر بھی رُخ کرو اُسی طرف اللہ کی ذات ہے، بے شک اللہ وسعت والا جاننے والا ہے"[27]۔
3. "اللہ کا رنگ (اختیار کرو) اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ بہتر ہو سکتا ہے اور ہم اِسی کی عبادت کرتے ہیں"[28]۔

معانی القرآن الکریم کا ترجمہ:

1. "اللہ استہزاء کرتا ہے اِن سے اور بڑھاتا ہے اِنہیں اِن کی سرکشی میں وہ بھٹکتے پھرتے ہیں"[29]۔
2. "اور اللہ ہی کے لئے ہیں مشرق و مغرب پھر جس طرف بھی تم رخ کروگے، تو وہاں ہی چہرہ ہے اللہ کا، بلاشبہ اللہ بڑا وُسعت والا اور خوب جاننے والا ہے"[30]۔
3. "اللہ کا رنگ (اختیار کرو) اور کون زیادہ اچھا ہے اللہ سے رنگ میں، اور ہم اِسی کے عبادت گزار ہیں"[31]۔

بلاغ القرآن الکریم کا ترجمہ:

1. "اللہ بھی اُن کے ساتھ تمسخر کرتا ہے اور اُنہیں ڈھیل دیتا ہے کہ یہ اپنی سرکشی میں سرگرداں رہیں گے"[32]۔

Ibid, p. 32

[26] ۔ سید فضل الرحمٰن، زبدۃ البیان، ص:۵

Syed Fazlur Reḥmān, Zubadat Al Bayān, p.: 5

[27] ۔ ایضا، ص:۲۱

Ibid, p.: 21

[28] ۔ ایضا، ص:۲۵

Ibid p. 25

[29] ۔ حافظ صلاح الدین یوسف، معانی القرآن، ص:۵

Ḥāfiz Ṣalāḥuddīn Yūsuf, Maʿānī al-Qur'ān, p: 5

[30] ۔ ایضا، ص:۷۸

Ibid, p.: 78

[31] ۔ ایضا، ص:۸۲

Ibid p.: 82

[32] ۔ محسن علی نجفی، بلاغ القرآن، ص:۹

Najafī, Moḥsen Alī, Balāgh Al-Qur'ān, p.: 9

2. "اور مشرق ہو یا مغرب دونوں اللہ ہی کے ہیں، پس جدھر بھی رُخ کرو اُدھر اللہ کی ذات ہے، بے شک اللہ (سب چیزوں کا) احاطہ رکھنے والا، بڑا علم والا ہے"[33]۔
3. "خدائی رنگ اختیار کرو، اللہ کے رنگ سے اچھا کس کا رنگ ہو سکتا ہے، اور ہم صرف اُسی کے عبادت گزار ہے"[34]۔

اِن چاروں مذکورہ تراجم کو سامنے رکھتے ہوئے اگر دیکھیں تو صاحبِ عمدۃ البیان کا ترجمہِ قرآن جامع، مؤدب اور سلف صالحین کی کتب تفاسیر کے عین مطابق ہے۔ پہلی آیت میں لفظ "الاستهزاء" آیا ہے جس کا ترجمہ صاحبِ عمدۃ البیان نے "اللہ اُنہیں مذاق کی سزا دے گا" سے کیا، صاحبِ زبدۃ البیان نے "اللہ (بھی) اُن کے مذاق کا جواب دے رہا ہے" سے کیا، صاحبِ معانی القرآن الکریم نے "اللہ استہزاء کرتا ہے اِن سے" سے کیا، جبکہ صاحبِ بلاغ القرآن الکریم نے "اللہ بھی اُن کے ساتھ تمسخر کرتا ہے" سے کیا، اگر دیکھا جائے تو یہ ترجمہ اللہ کی شایانِ شان نہیں ہوا ہے اور نہ ہی متقدمین کی کتب کے مطابق، کیونکہ صاحبِ تفسیرِ قرطبی فرماتے ہیں اِس آیت کا مطلب یہ ہے "أي ينتقم منهم ويعاقبهم، ويسخر بهم ويجازيهم على استهزائهم"[35]، یعنی اللہ رب العزت مذاق کرنے والوں کو اُن کے مذاق کا انتقام اور سزا دیتا ہے اور تمسخر کرتا ہے اُن سے اور اُن کے تمسخر کی جزاء دیتا ہے اُنہیں۔

اِسی طرح صاحبِ تفسیرِ ثعلبی بھی فرماتے ہیں: "أي يجازيهم جزاء استهزائهم"، [36] یعنی اللہ رب العزت اُن کے مذاق کی اُن کو جزاء (سزاء) دیتا ہے۔ لہذا سب سے بہتر ترجمہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت اُنکے استہزاء کی اُنکو سزاء عطا فرماتا ہے، لہذا مذاق کا جواب دینا، یا اللہ استہزاء فرماتا ہے، یا اللہ کا تمسخر کرنا ایسا ترجمہ ہے کہ جس میں بے ادبی اور خلافِ شانِ ربانی کا خدشہ ہے اور ایک صاحبِ ذوق و عام مسلمان کی عقل کے بھی خلاف ہے ہو سکتا ہے وہ ایسا ترجمہ پڑھ کر یہ سمجھ جائے کہ اللہ بھی مذاق کرتا ہے وغیرہ۔ لہذا سب تراجم سے بہتر ترجمہ عمدۃ البیان فی ترجمۃ القرآن ہے۔

جبکہ مذکورہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۱۵ کے ترجمہ میں صاحبِ عمدۃ البیان نے یوں ترجمہ فرمایا: "تم (کی سمت نامعلوم ہونے کی صورت میں) جدھر بھی مُنہ کرو پس اُدھر اللہ کی (رضا) ہے"، جبکہ صاحبِ زبدۃ البیان نے "تو جدھر بھی رُخ کرو اُسی طرف اللہ کی ذات ہے" سے کیا، صاحبِ معانی القرآن الکریم نے "پھر جس طرف بھی تم رخ کروگے، تو وہاں ہی چہرہ ہے اللہ کا" سے ترجمہ کیا، اور صاحبِ بلاغ القرآن الکریم نے "پس جدھر بھی رُخ کرو اُدھر اللہ کی ذات ہے" سے ترجمہ کیا۔

33۔ محسن علی نجفی، بلاغ القرآن، ص: ۲۸

Moḥsen Alī Najafī, Balāgh Al-Qur'ān, p. 28

34۔ ایضا، ص: ۳۳

Ibid, p. 33

35۔ محمد بن احمد قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، (مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)، ج: ۱، ص: ۲۰۷
Muḥammad bin Aḥmad Qurṭubī, al-Jāmi li Aḥkām il Quran,(Musisat al-Rasālat, Beirūt), Vol. 1, p. 207.

36۔ ابو اسحاق احمد بن محمد ثعلبی، الکشف والبیان عن تفسیر القرآن، (دار احیاء التراث العربی، بیروت)، ۱۴۲۲ھ، ج: ۱، ص: ۱۵۷
Abū Isḥāq Aḥmad bin Muḥammad Thaālbī, Al-Kashf and Bayān on Tafsir al-Qur'ān, (Dār aḥyā al-Tarāth al-Aʿrabī, Beirūt), 1422 AH, vol. 1, p. 157.

اگر مذکورہ تراجم کو دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ عمدۃالبیان کا ترجمہ سارے تراجم سے اعلیٰ وعمدہ ہے وہ اس طرح کہ "وجہ اللہ" کا دو مترجمین نے اِس کا ترجمہ اللہ کی ذات سے کیا، ایک نے حقیقت پر محمول کرتے ہوئے اللہ کے چہرہ سے کیا، جبکہ اللہ ذات پات، جسمی اعضاء(Parts of Body) سے مبراءہے اور یہ ترجمہ اللہ رب العزت کی شایانِ شان ہی نہیں ہے بلکہ ایسا ترجمہ اللہ رب العزت کے شان کے خلاف ہے۔ جبکہ صاحبِ عمدۃالبیان نے وجہ اللہ کا ترجمہ کرتے ہوئے "فرمایا" "تم (کی سمت نامعلوم ہونے کی صورت میں) جدھر بھی مُنہ کرو پس اُدھر اللہ کی (رضا) ہے" یہ سب تراجم سے اِس لئے بہتر ہے کیونکہ ایسا ہی ترجمہ ہمارے متقدمین مترجمین نے فرمایا ہے، چنانچہ استدلال کے طور پر صاحبِ تفسیرِ صفوۃ التفاسیر علامہ صابونی کی عبارت پیش کی جارہی ہے۔

آپ فرماتے ہیں: " فَأَيْنَمَا تُوَلُّواْ فَثَمَّ وَجْهُ الله" أي إلى أي جهة توجهتم بأمره فهناك قبلته التي رضيها لكم،[37] یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے حکم کے مطابق تم جس طرف بھی متوجہ ہوگئے، اُس طرف ہی تمھیں اللہ کی وہ سمت ملے گئی جس سے وہ تم سے راضی ہوگیا ہے۔ یعنی اللہ کی رضا۔ جبکہ ہماری مطلوبہ تیسری آیت جو کہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۳۸ ہے اِس کا ترجمہ کرتے ہوئے صاحبِ عمدۃ البیان نے یوں فرمایا: "(ہم نے) اللہ (کے دین) کا رنگ (لے لیا) اور اللہ (کے دین) سے کس کا رنگ بہتر ہے"، جبکہ صاحبِ زبدۃ البیان نے کہا "اللہ کا رنگ (اختیار کرو) اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ بہتر ہو سکتا ہے، صاحبِ معانی القرآن الکریم نے "اللہ کا رنگ (اختیار کرو) اور کون زیادہ اچھا ہے اللہ سے رنگ میں" سے کیا، اور صاحبِ بلاغ القرآن الکریم نے "خدائی رنگ اختیار کرو، اللہ کے رنگ سے اچھا کس کا رنگ ہو سکتا ہے" سے کیا۔

اب اگر دیکھا جائے تو سب نے تقریباً "صبغة الله" کا ترجمہ اللہ کا رنگ یا خدائی رنگ سے کیا ہے جو کہ قرآنی اسلوب وانداز کے بھی خلاف ہے اور شانِ باری تعالیٰ کے بھی، کیونکہ اللہ رب العزت کا کوئی رنگ نہیں ہے وہ رنگوں سے پاک ہے۔ لہذا سب سے بہتر اِس کا ترجمہ وہ ہے کہ جو صاحبِ عمدہ البیان نے فرمایا ہے کہ صبغۃ اللہ سے مراد اللہ کے دین کا رنگ ہے۔ جیسا کہ علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں "قال الأخفش وغيره: دين الله، وهو بدل من" ملة"[38] کہ اخفش وغیرہ نے کہا کہ اِس سے مراد اللہ کا دین ہے، اور یہ ملت سے بدل ہے۔

ایسے ہی علامہ فخر الدین رازیؒ نے فرمایا کہ صبغۃ اللہ سے مراد "الدِّينُ، والإسلام"[39] ہے۔ لہذا معلوم شد کہ صاحبِ عمدۃ البیان کا ترجمہِ قرآن تمام تراجم سے اعلیٰ وعمدہ ہے۔ کیونکہ یہ ترجمہ متقدمین کے تراجم سے بھی ملتا ہے اور عشق ومحبت بھرے الفاظ سے بھی مزین وآراستہ ہے۔ کیونکہ اللہ کے رنگ کہنے یا خدائی رنگ کہنے میں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت رنگ دار ہے جبکہ یہ صفت مخلوق کی ہے خالق اِن چیزوں سے پاک ومبراء ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے متعلق الفاظ کے معانی کا تقابل:

ایمان اور عقیدہ کی تشکیل کے لیے ضروری ہے کہ اپنے فکر نظریہ اور عقل کو خیر باد کہتے ہوئے ذاتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حبی، عشقی اور قلبی تعلق استوار کیا جائے اور علم ومعرفت کے سارے پیمانے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر نچھاور کردیئے جائیں۔ اور اسی لئے یہ بھی

---

[37]۔ محمد علی صابونی، صفوۃ التفاسیر، (دارالاشاعت کراچی)، ج:۱، ص:۷۹

Muḥammad Alī Ṣāboūnī Ṣāboūnī, Ṣafwat al-Tafāseer,(Dār al-Ishā'at Karāchī), Vol. 1, p. 79.

[38]۔ قرطبیؒ، جامع لاحکام القرآن، ج:۲، ص:۱۴۴

Qurṭubī, Jāmi Lakḥkām al-Qur'ān, Vol. 2, p. 144.

[39]۔ فخر الدین رازی رازی، مفاتیح الغیب، ج:۴، ص:۷۵

Fakhr al-Din Rāzī, Mufātiḥ al-Ghaib, Vol. 4, p. 75

ضروری ہے کہ جب ترجمہِ قرآن کرتے وقت تاجدارِ انبیاء خاتم الرسل سے متعلق اگر کچھ الفاظ آئیں تو ہم مکمل اُسے محبت بھرے انداز میں کریں۔ چلیں اب دیکھتے ہیں کہ ہمارے مترجمین نے کس کس انداز میں ترجمہِ قرآن کیا ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

1. "وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ"[40]۔
2. "وَالضُّحَى، وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى، مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى، وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولَى، وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى، أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَى، وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَى، وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَى، فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ، وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ، وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ"[41]۔
3. "أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ، وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ، الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ، وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ"[42]۔
4. "وَالْعَصْرِ، إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ"[43]

صاحبِ عمدۃ البیان کا ترجمہ:

1. اور اے حبیب (ﷺ) جب کہ تم اُن میں (مکہ میں موجود) ہو اللہ کی شان نہیں کہ وہ اُنہیں عذاب دے اور نہ ہی اللہ اُنہیں اِس حال میں عذاب دینے والا ہے کہ وہ (مسلمان جو اُن میں رہتے ہیں اللہ سے) بخشش مانگتے ہیں"[44]
2. (مجھے) دن چڑھے (کی طرح تمہارے روشن چہرے) کی قسم، اور رات کی (طرح تمہاری سیاہ زلفوں کی قسم) جب وہ (اندھیرے سے ہر چیز کو) ڈھانپ دے، (اے حبیب ﷺ) تمہیں تمہارے رب نے نہیں چھوڑا اور نہ ہی ناپسند کیا۔ اور ضرور تمہارے لئے (آنے والی ہر) پچھلی (گھڑی) پہلی سے بہتر ہے، اور عنقریب تمہارا رب تمہیں ضرور (اتنا) دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے، کیا اُس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر (ہر موقع پر عزت کی) جگہ دی، اور اُس نے تمہیں (اپنی محبت میں) گم پایا تو (اپنے قریب کا) راستہ دکھایا، اور اُس نے تمہیں ضرورت مند پایا تو اُس نے (تمہیں دولت و قناعت دے کر) بے نیاز کر دیا، تو تم بہر حال یتیم پر تو تم (کسی طرح بھی) سختی نہ کرو، اور بہر

---

[40] ۔الانفال، ۸:۳۳
Al-Anfāl 33:8

[41] ۔الضحیٰ، ۱-۹۳:۱۱
Al- Ẓaḥya 1-11:93

[42] ۔الانشراح، ۱-۹۴:۴
Al-Inshrāḥ 1-4:94

[43] ۔العصر، ۱-۱۰۳:۲
Al-Asr 1-2:103

[44] ۔ایضا، ص:۲۷۸
Ibid p. 278

حال مانگنے والے کو تم نہ جھڑکو (کچھ اُسے دو یا نرمی سے معذرت چاہو) اور بہر حال اپنے رب کے (ہر) احسان (و کرم) کا تو تم خوب چرچا کرو[45]۔

3. "کیا ہم نے تمہارے لئے تمہارے سینے کو (علم و معرفت سے پُر کرنے کے لئے) نہ کھولا، اور ہم نے تمہارا (نبوت کی ذمہ داریوں کا) وہ بوجھ تم سے اُتارا (اپنی مدد سے اُسے ہلکا کیا)، جس نے تمہاری پیٹھ توڑی، اور ہم نے آپ کے لئے آپ کے ذکر کو بلند کیا"[46]۔
4. "(حبیب ﷺ محمد کی زندگی کے) زمانہ کی قسم، بے شک سارے انسان ضرور گھاٹے میں ہیں"[47]۔

صاحبِ زبدۃ البیان کا ترجمہ:

1. "اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ اُن کو عذاب دے جب کہ آپ بھی اُن میں موجود ہوں اور جب تک وہ معافی مانگتے رہیں گے اللہ اُن کو عذاب نہیں دے گا"[48]۔
2. قسم ہے روشن دن کی، اور رات کی جب وہ چھا جائے، نہ تو آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا ہے اور نہ وہ ناراض ہوا، اور آخرت آپ کے لئے دُنیا سے کہیں بہتر ہے، اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے، کیا اُس نے آپ کو یتیم نہیں پایا اور ٹھکانا دیا، اور آپ کو بے خبر پا کر منزل پر پہنچایا، اور آپ کو تنگدست پا کر غنی بنایا، آپ بھی یتیم پر سختی نہ کیجیئے، اور سائل کو نہ جھڑکئے، اور اپنے رب کی نعمت کو بیان کرتے رہیئے[49]۔
3. کیا ہم نے آپکا سینہ نہیں کھول دیا، اور ہم نے آپ کا بوجھ اتار دیا، جس نے آپ کی کمر جھکا دی تھی، اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا[50]۔

اور قسم ہے زمانہ کی، بے شک انسان خسارے میں ہے[51]۔

45۔ العصر، ص:۱۰۰۳

Al-Asr, p. 1003

46۔ ایضا، ص:۱۰۰۴

Ibid, p. 1004

47۔ ایضا، ص:۱۰۱۰

Ibid, p. 1010

48 سید فضل الرحمٰن، زبدۃ البیان، ص:۲۰۱

Syed Fazlur Reḥmān, Zubadat Al Bayān, p.: 201

49۔ ایضا، ص:۶۷۱

Ibid, p.: 671

50 ایضاص :۶۷۱

Ibid,P:671

51 ایضا، ص:۶۷۶

Ibid, p.: 676

صاحبِ معانی القرآن الکریم کا ترجمہ:

"اور نہیں ہے اللہ کہ عذاب دے اُنہیں جبکہ آپ (بھی) اُن کے اندر موجود ہوں اور نہیں ہے اللہ عذاب دینے والا نہیں جبکہ بخشش طلب کرتے ہوں"[52]۔

1. "قسم ہے چڑھے دن کی، اور رات کی جب وہ چھا جائے، نہیں چھوڑا آپ کو آپ کے رب نے اور نہ وہ (آپ سے) ناراض ہوا، اور یقیناً آخرت بہت بہتر ہے آپ کے لئے دنیا سے، اور یقیناً عنقریب ادا کرے گا آپ کو آپ کا رب کہ آپ راضی ہو جائیں گے، کیا نہیں اُس نے پایا آپ کو یتیم پھر اُس نے جگہ دی؟ اور اُس نے پایا آپ کو ناواقف راہ، پھر اُس نے ہدایت دی اور اُس نے پایا آپ کو تنگدست تو اُس نے غنی کر دیا، پس لیکن یتیم، تو نہ آپ سختی کیجئیے (اُس پر) اور لیکن سائل، تو نہ آپ جھڑکیے (اُسے) اور لیکن نعمت اپنے رب کی، تو (اُسے) بیان کیجئیے[53]۔
2. "(اے نبی) کیا نہیں ہم نے کھول دیا آپ کے لئے آپ کا سینا؟ اور ہم نے اُتار دیا آپ سے آپ کا بوجھ، وہ جس نے توڑ دی تھی آپ کی کمر، اور ہم نے بلند کر دیا آپ کے لئے آپ کا ذکر"[54]۔
3. "قسم ہے زمانہ کی! بلاشبہ انسان یقیناً خسارے میں ہے"[55]۔

صاحبِ بلاغ القرآن الکریم کا ترجمہ:

1. "اور اللہ ایسا نہیں کہ اُن کو عذاب دے جبکہ آپ بھی اُن میں موجود ہوں اور جب تک وہ معافی مانگتے رہیں گے اللہ اُن کو عذاب نہیں دے گا"[56]۔
2. قسم ہے روزِ روشن کی، اور رات کی جب (اُس کی تاریکی) ساکن ہو جائے، آپ کے رب نے آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی وہ ناراض ہوا، اور آخرت آپ کے لئے دُنیا سے کہیں بہتر ہے، اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائے گے، کیا اُس نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر پناہ دی؟ اور اُس نے آپ کو گمنام پایا تو راستہ دیکھایا، اور آپ کو تنگدست پایا تو مال دار کر دیا، لہذا آپ یتیم کی توہین نہ کریں، اور سائل کو جھڑکی نہ دیں، اور اپنے رب کی نعمت کو بیان کریں[57]۔

---

[52]۔ حافظ صلاح الدین یوسف، معانی القرآن، ص:۲۱۷

Ḥāfiz Ṣalāḥuddīn Yūsuf, Maʿānī al-Qur'ān, p.: 217

[53]۔ ایضا، ص:۷۲۲

Ibid P,722

[54]۔ ایضا، ص:۷۲۳

Ibid P,723

[55]۔ ایضا، ص:۷۲۸

Ibid P,728

[56]۔ محسن علی نجفی، بلاغ القرآن، ص:۲۴۱

Moḥsen Alī Najafī, Balāgh Al-Qur'ān, p: 241

[57]۔ ایضا ص:۸۲۴

Ibid, p: 824

3. "کیا ہم نے آپ کے لئے آپ کا سینہ کشادہ نہیں کیا؟،اور ہم نے آپ سے آپ کا بوجھ نہیں اُتارا، جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی؟اور ہم نے آپ کی خاطر آپکا ذکر بلند کر دیا"[58]۔
4. "قسم ہے زمانے کی،انسان یقیناً خسارے میں ہے"[59]۔

ہمارے سامنے قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی چار مختلف جگہوں سے چند ایک آیات ہیں۔ اگر ہم چاروں تراجم کا تقابل کریں تو ہمیں عمدۃ البیان فی ترجمۃ القرآن کا ترجمہ محبت بھرا اور دربارِ مصطفیٰ ﷺ سے مکمل ادب سے لبریز نظر آتا ہے۔ لیکن یہ ترجمہ متقدمین مترجمین و مفسرین کی کتبِ تفاسیر سے کہیں نظر نہیں آتا، مثلاً، تفسیرِ کبیر، تفسیرِ بیضاوی، تفسیرِ کشاف، تفسیرِ صابونی وغیرہ جبکہ دوسری مترجمین کے تراجم اُن کے تراجم کے کسی حد تک مطابق ہیں مگر ادب کے خلاف ہیں مثلاً اگر ہم دوسری مثال سورۃ الضحیٰ کو سامنے رکھیں تو ہمارے سامنے مختلف تراجم کے لحاظ سے جو ترجمہ کیا گیا اُن میں سب سے زیادہ عشق و محبت و لطف عمدۃ البیان میں ہے، مثلاً صاحبِ عمدۃ البیان نے پہلی تین آیات کا ترجمہ یوں کیا "(مجھے) دن چڑھے (کی طرح تمہارے روشن چہرے) کی قسم، اور رات کی (طرح تمہاری سیاہ زلفوں کی قسم) جب وہ (اندھیرے سے ہر چیز کو) ڈھانپ دے، (اے حبیب ﷺ) تمہیں تمہارے رب نے نہیں چھوڑا اور نہ ہی ناپسند کیا"، صاحبِ زبدۃ البیان نے یوں کیا" قسم ہے روشن دن کی، اور رات کی جب وہ چھا جائے، نہ تو آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا ہے اور نہ وہ ناراض ہوا"۔ اِس میں اگر دیکھیں تو کس طرح بہترین ترجمہ ہے صاحبِ عمدۃ البیان کا کہ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ اقدس کو چڑھے دن کے ساتھ تشبیہ دی اور رات کی اندھیری سے مصطفیٰ جانِ جاناں کی زلفوں کو تشبیہ دی۔ کیونکہ یہاں پر مقصود رسول اللہ ﷺ کی تعریف کرنا ہے۔

اور اِسی طرح صاحبِ معانی القرآن نے ترجمہ کرتے ہوئے کہا" قسم ہے چڑھے دن کی، اور رات کی جب وہ چھا جائے، نہیں چھوڑا آپ کو آپ کے رب نے اور نہ وہ (آپ سے) ناراض ہوا"، اور صاحبِ بلاغ القرآن الکریم نے بھی ترجمہ میں اِس سے ملتا جلتا ہی کہا" قسم ہے روزِ روشن کی، اور رات کی جب (اُس کی تاریکی) ساکن ہو جائے، آپ کے رب نے آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی وہ ناراض ہوا"۔ اگر ہم دوسرے تراجم کو دیکھیں تو یہ محبت بھرا اور مؤدبانہ ترجمہ کہیں نہیں ملتا۔

اِسی طرح سورۃ الضحیٰ کی آیت نمبر ۷ اور ۸ کا ترجمہ کرتے ہوئے صاحبِ زبدۃ البیان نے کہا" اور آپ کو بے خبر پا کر منزل پر پہنچایا، اور آپ کو تنگدست پا کر غنی بنایا"، "صاحبِ معانی القرآن نے کہا" اور اُس نے پایا آپ کو ناواقف راہ، پھر اُس نے ہدایت دی اور اُس نے پایا آپ کو تنگدست تو اُس نے غنی کر دیا"، صاحبِ بلاغ القرآن الکریم نے کہا" اور اُس نے آپ کو گمنام پایا تو راستہ دیکھایا، اور آپ کو تنگدست پایا تو مالدار کر دیا"۔

---

[58]۔ محسن علی نجفی، بلاغ القرآن، ص: ۸۲۵

Moḥsen Alī Najafī, Balāgh Al-Qur'ān,, p: 825

[59]۔ ایضاً، ص: ۸۳۰

Ibid, p: 830

جبکہ صاحبِ عمدۃ البیان نے ترجمہ کرتے ہوئے بہت ہی شاندار اور عمدۃ کلمات کا استعمال فرمایا "اور اُس نے تمہیں (اپنی محبت میں) گم پایا تو (اپنے قریب کا) راستہ دکھایا، اور اُس نے تمہیں ضرورت مند پایا تو اُس نے (تمہیں دولت و قناعت دے کر) بے نیاز کر دیا"۔ اِس ترجمہ سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ کس میں کتنا عشق و محبت ہے اپنے آقا سے، ایک نے کہا کہ اللہ نے آپ کو بے خبر پایا، ایک نے کہا ناواقف، ایک نے کہا گمنام (استغفر اللہ العظیم)، یہ سارے ایسے تراجم ہیں کہ جن میں ادب تو دور بلکہ گستاخی کا پہلو پایا جا رہا ہے۔ جبکہ صاحبِ عمدۃ البیان نے تاجدارِ انبیاء ﷺ کی شان میں ایسے کلمات و الفاظ کا انتخاب فرمایا کہ جن میں محبت ہی محبت، ادب ہی ادب اور چاشنی ہی چاشنی پائی جا رہی ہے۔ اگر کوئی قاری اِسے پڑھے تو اُس کا دل عش عش کر اُٹھتا ہے۔

اِسی طرح اگر ہم سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۳۳ کو دیکھیں تو سب تراجم سے عمدہ اور اعلیٰ ترجمہِ قران عمدۃ البیان کا نظر آ رہا ہے، جیسا کہ پیچھے اُس کا ذکر بھی ہوا، کہ صاحبِ زبدۃ البیان نے اِس کا ترجمہ "اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ اُن کو عذاب دے جب کہ آپ بھی اُن میں موجود ہوں" سے کیا ہے، صاحبِ معانی القرآن الکریم نے "اور نہیں ہے اللہ کہ عذاب دے اُنہیں جبکہ آپ (بھی) اُن کے اندر موجود ہوں" سے کیا ہے، اور صاحبِ بلاغ القرآن الکریم نے "اور اللہ ایسا نہیں کہ اُن کو عذاب دے جبکہ آپ بھی اُن میں موجود ہوں" لیکن سب سے بہتر ترجمہ جو نظر آ رہا ہے وہ ہے صاحبِ عمدۃ البیان کا ترجمہِ قرآن عمدۃ البیان ہے، چنانچہ صاحبِ عمدۃ البیان نے ترجمہ یوں کیا"

"اور اے حبیب (ﷺ) جب کہ تم اُن میں (مکہ میں موجود) ہو اللہ کی شان نہیں کہ وہ اُنہیں عذاب دے" اِس ترجمہِ قرآن میں صاحبِ عمدۃ البیان نے جو ترجمہ کیا ہے وہ نہایت ہی اعلیٰ و عمدہ ہے اِس میں ایک تو "انت" ضمیر کا مرجع بیان کر دیا گیا ہے، اور نہایت ہی ادب کے ساتھ بھی، اور دوسرے نمبر پر "فيهم" کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے اِس سے مراد ہر جگہ نہیں ہے بلکہ خاص وہ جگہ کہ جہاں پر آپ ﷺ پر ظلم و ستم کیا گیا ہے اور وہ مکہ کی جگہ ہے، اِس آیت کے ترجمہ کے دوران کسی بھی مترجم نے یہ انداز نہیں بیان کیا۔ اور یہی ترجمہ ہمارے متقدمین مترجمین و مفسرین کا ہے جیسا کہ امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی مشہورِ زمانہ تفسیر الدر المنثور میں فرمایا کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ "وما كان الله ليعذبهم وأنت فيهم" يعني أهل مكة"[60] یعنی آیتِ کریمہ میں "فیھم" سے مراد اہلِ مکہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اہلِ مکہ کے درمیان موجود ہیں اِس لئے اللہ رب العزت اُن پر عذاب نازل نہیں فرماتا۔

(3) اور تیسری آیتِ کریمہ کے ترجمہ کو سامنے رکھتے ہوئے اگر ہم دیکھیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ سب سے عمدہ اور اعلیٰ ترجمہِ قرآن عمدۃ البیان کا ہے کیونکہ کسی بھی مترجم نے سینہ کھولنے اور بوجھ اُتارنے کی وضاحت نہیں کی کہ اِس سے کیا مراد ہے اور یہ عمدہ ترجمہ صاحبِ عمدۃ البیان نے ہی کیا ہے۔ جیسا کہ صاحبِ زبدۃ البیان نے "کیا ہم نے آپکا سینہ نہیں کھول دیا، اور ہم نے آپ کا بوجھ اتار دیا، جس نے آپ کی کمر جھکا دی تھی"، صاحبِ معانی القرآن الکریم نے ""(اے نبی) کیا نہیں ہم نے کھول دیا آپ کے لئے آپ کا سینہ؟ اور ہم نے اُتار دیا آپ سے آپ کا بوجھ" سے کیا، صاحبِ بلاغ القرآن الکریم نے "کیا ہم نے آپ کے لئے آپ کا سینہ کشادہ نہیں کیا؟، اور ہم نے آپ سے آپ کا بوجھ نہیں اُتارا" سے کیا۔ جبکہ صاحبِ عمدۃ البیان نے یوں ترجمہ کیا" کیا

---

[60]۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی، الدر المنثور، (دار الکتب العلمیہ، بیروت)، ج:۷، ص:۱۹۸

AbdulRaḥman bin Abī Bakr, Suyuṭī, Al-Dar al-Manthur,(Dār al-Kitāb al-Uʿlamiya, Beirūt), vol. 7, p. 198.

ہم نے تمہارے لئے تمہارے سینے کو (علم و معرفت سے پُر کرنے کے لئے) نہ کھولا، اور ہم نے تمہارا (نبوت کی ذمہ داریوں کا) وہ بوجھ تم سے اُتارا (اپنی مدد سے اُسے ہلکا کیا)" سے کیا اور یہ ترجمۂ قرآن متقدمین مفسرین و مترجمین کے تراجم کے عین مطابق ہے جیسا کہ علامہ قرطبیؒ نے فرمایا "وروي عن الحسن قال: ألم نشرح لك صدرك قال: ملئ حكما وعلما"[61]، کہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے الم نشرح کی تفسیر میں فرمایا کہ اِس سے مراد علم و حکمت ہے۔ لہذا عمدۃ البیان کا ترجمہ متقدمین مفسرین کے تراجم سے بھی ملتا جلتا ہے اور اِسمیں رسول اللہ ﷺ سے متعلق آیات کی مکمل مؤدبانہ وضاحت بھی ملتی ہے۔

(4) اب ہم اپنی مطلوبہ آیت، سورۃ العصر کی آیت نمبر ایک اور دو کو دیکھیں تو پھر بھی یہ بات سامنے آئے گی کہ کس طرح صاحبِ عمدۃ البیان نے خوبصورت اور عمدہ ترجمہ کیا ہے کہ جس میں اللہ رب العزت زمانہ کی قسم کھا رہا ہے۔ تو سب نے یہی ترجمہ کیا کہ زمانہ کی قسم جیسا کہ صاحبِ زبدۃ البیان نے "اور قسم ہے زمانہ کی، بے شک انسان خسارے میں ہے" سے ترجمہ کیا، صاحبِ معانی القرآن الکریم نے "قسم ہے زمانہ کی! بلاشبہ انسان یقینا خسارے میں ہے" سے کیا، اور صاحبِ بلاغ القرآن الکریم نے "قسم ہے زمانے کی، انسان یقینا خسارے میں ہے" سے کیا، تینوں مترجمین میں سے کسی نے بھی زمانے کی وضاحت نہیں کی جس سے قارئینِ کرام شکوک و شبہات میں مبتلاء ہوتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے کس زمانے کی قسم اُٹھائی ہے تو یہ خوبصورت ترجمۂ قرآن صاحبِ عمدۃ البیان نے ہی فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں "(حبیب ﷺ محمد کی زندگی کے) زمانہ کی قسم، بے شک سارے انسان ضرور گھاٹے میں ہیں"۔

خلاصہ بحث

مجموعی طور پر اگر دیکھا جائے تو کتنا ہی عمدہ اور خوبصورت ترجمہ ہے کہ جس میں زمانہ سے مراد آپ نے رسول اللہ ﷺ کا پاکیزہ زمانہ لیا ہے اِسکی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا ہے کہ سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر اس سے متصل، پھر اس سے متصل۔[62] لہذا اگر اللہ رب العزت کسی زمانہ کی قسم اُٹھا سکتا ہے تو وہ ہے تاجدارِ انبیاء ﷺ کا پیارا زمانہ جو کہ حدیثِ مصطفی ﷺ سے بھی ثابت ہے، لہذا یہ ترجمۂ قرآن دراصل حدیثِ مصطفی ﷺ کی بھی وضاحت کرتا ہے۔ لہذا تحقیق نگاران کی اب تک کی تحقیق سے یہ بھی واضح ہوا کہ چاروں تراجم میں رسول اللہ ﷺ سے متعلق الفاظ کی صحیح وضاحت اور تفسیر بھی عمدۃ البیان میں ہی موجود ہے اور یہ ایک ایسا جامع اور عمدہ ترجمہ ہے کہ جس میں مکمل ادب کا خیال بھی رکھا گیا ہے۔ اور حدیثِ مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں بھی اِس کی وضاحت کی گئی۔

CC BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

[61] ۔ قرطبیؒ، الجامع لاحکام القرآن، ج: ۲۰، ص: ۱۰۴

Qurtabi, Al-Jāmi li aḥkām al-Qur'ān, vol. 20, p. 104.

[62] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج: ۳، ص: ۱۷۱

Bukhārī, Muḥammad bin Ismāil, Saḥiḥ al-Bukhārī, (Dār al-Kitāb al-Uʿlamiya, Beirūt), vol. 3, p. 171.